حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مجموعۂ مسلسلات

(الفضل المبین، الدرالثمین اور النوادر)

تعارف اور چند متعلقات

نورالحسن راشد کاندھلوی ☆

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف و مؤلفات کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے، خصوصاً اگر ان تصانیف کو موضوعات کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ کر کے ہر ایک موضوع و مبحث کی مؤلفات و کتب شمار کی جائیں تو بنیادی موضوعات (قرآن مجید، حدیث، فقہ اور اسرار علوم شریعت) میں سے ہر ایک موضوع پر مرکزی تالیفات تین چار سے زیادہ نہیں ہیں، ضمنی عنوانات کو شامل کر کے بعض موضوعات کی تصنیفات کی تعداد سات آٹھ سے بارہ چودہ تک پہنچ جاتی ہے، حدیث شریف کے اہم اور کلیدی موضوع کو بھی اسی فہرست میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ حدیث شریف کے موضوع پر حضرت شاہ صاحبؒ کی جملہ تصنیفات و رسائل کی تعداد تیرہ چودہ سے متجاوز نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ بعض موضوعات کی تحریروں میں حدیث شریف کے بعض جزوی یا کلی مباحث شامل ہوں، اس بحث یا اس تالیف کے مشترک مضمون کی وجہ سے اس تالیف کو حدیث شریف کے مؤلفات میں بھی گن لیا جائے۔

بہرحال حدیث شریف کے موضوع پر حضرت شاہ صاحب کے مصنفات و رسائل میں سے تین رسائل ایسے بھی ہیں کہ اگرچہ ان کے ذریعہ سے علم حدیث کے مباحث میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، مشکلات حدیث کے حل میں بھی ان سے کوئی قابل ذکر مدد نہیں ملتی اور اصول دین و شریعت پر ان مجموعوں کی احادیث بحیثیت مجموعی اثرانداز بھی نہیں ہیں، لیکن شاہ صاحبؒ کی حدیث شریف کے موضوع کی تصانیف میں ہمیشہ غالبًا سب سے زیادہ ان ہی کی اشاعت ہوئی، مدارس کے درس کے حلقوں میں ان ہی کا چرچا و تذکرہ رہا۔ تقریباً سوا سو سال سے برصغیر ہند کے بیسیوں مدارس اور متعدد بڑے علماء اور اساتذۂ حدیث کے یہاں، ان کے درس اور ان کی اجازت و روایت کا سلسلہ جاری ہے۔ ہر سال حدیث شریف کی بنیادی کتابیں پڑھنے والے طلبہ اپنے استادوں سے اور بڑے علماء کی محفلوں میں حاضر ہو کر ان کی سماعت کرتے ہیں اور اجازت و سند حاصل کرتے ہیں اور ان رسائل کے توسط سے

☆ کاندھلہ، مظفر نگر، یو پی، انڈیا۔۲۴۷۷۷۵

حضرت شاہ صاحبؒ سے انتساب کو اپنے لیے ایک سعادت و اعزاز خیال فرماتے ہیں۔ میری مراد حضرت شاہ صاحبؒ کے رسائل کے اس مجموعے سے ہے، جس کو اہل مدارس کی دنیا میں مسلسلات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہ مجموعۂ مسلسلات کیا ہے؟ حضرت مصنف نے اس میں کیا کچھ جمع اور پیش فرمایا ہے، اس کا سلسلۂ اجازت و سند کس طرح سے ہے؟ اس مجموعۂ مسلسلات کی علمی فنی حیثیت کیا ہے، علمائے محققین اور محدثین مسلسلات کے مجموعوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں، اس کتاب کے مشتملات کیا کیا ہیں، اس کے کون کون سے معتبر نسخے دریافت ہیں، راقم اسی کا کچھ تذکرہ کرنا چاہتا ہے، مگر اس تذکرہ سے پہلے یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ فن حدیث میں مسلسلات کا یا حدیث مسلسل کا کیا درجہ ہے، اس کی تعریف اور سلسلہ کیا ہے، محدثین کے یہاں اس کا کیا مقام و مرتبہ ہے اور مسلسلات کے قدیم مجموعوں کو کن پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ غالبًا اس تذکرہ و تعارف کے بغیر شاہ صاحب کی مسلسلات کا تعارف بہ ظاہر ناتمام رہے گا۔

اصطلاح محدثین میں مسلسلات سلسلۂ احادیث کی ایسی روایات کو کہا جاتا ہے جس میں اس روایت کے راویوں نے اس روایت یا مجموعۂ روایات کی نقل و اجازت کے ساتھ کسی خاص مناسبت کا اہتمام کیا ہو اور وہ سلسلہ اور مناسبت قدیم راویوں سے اس کے آخری راوی یا عصر حاضر تک اسی مناسبت اور اہتمام کے ساتھ نقل ہو رہی ہو، اس مناسبت و اہتمام کی دو چار دس نہیں پچاسوں یا اس سے بھی زائد قسمیں ہیں، جن میں فنی اعتبار سے "**المسلسل بقرأة سورة الصف**"متن و سند کے لحاظ سے سب سے بہتر اور معتمد ہے اور "**المسلسل بالاولية**" کا سب سے زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔

قدیم دور سے درس حدیث دینے والے اکثر علماء کا معمول رہا ہے کہ وہ اپنے طالب علموں کے ساتھ درس حدیث کی ابتداء کے وقت ہر ایک حدیث اور اجازت و سند سے پہلے مسلسل بالاولیۃ پڑھتے ہیں اور عموماً یہی حدیث و روایت ہوتی ہے جو انہوں نے اپنے استاد حدیث یا کسی اور عالم یا محدث کے سامنے تعلیم و اجازت حدیث کا آغاز کرتے ہوئے پڑھی تھی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

"**الراحمون يرحمهم الرحمن، ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء**"

اس کے علاوہ بھی مسلسلات کی ایک طویل قطار ہے جس میں کچھ قرآن کریم کی بعض سورتوں یا آیتوں کے ساتھ مختص ہیں، مثلاً "**المسلسل بقرأة سورة الصف**" یعنی جس راوی نے یہ حدیث اپنے استاد کے سامنے پڑھی، انہوں نے پہلے سورہ صف پڑھی پھر اس روایت کی اجازت عطا فرمائی، اس کی

سند و اجازت کا سلسلہ سورہ صف کی قرأۃ کے ساتھ اسی طرح آخر تک چلا گیا ہے۔ مسلسل بقرأة سورة الصف مسلسلات کی دنیا میں صحیح ترین روایت ہے اس کی صحت پر علماء کا تقریباً اتفاق ہے۔[۱] اسی نہج پر "المسلسل بقرأة آيت الكرسى، المسلسل بقرأة انا اعطيناك الكوثر" وغیرہ ہیں مگر ان کی سندیں اس درجہ کی نہیں ہیں۔

مسلسلات کی ایک قسم وہ ہے کہ جس میں راویان نے روایت میں کسی اور خاص لفظ یا عبارت کا التزام فرمایا ہے، مثلاً: "انى احبك فقل" یا "فى العزلة سلامة" یا "اشهد بالله" یا "والله اخبرنا والله حدثنا" یا كتبه وهو هذا فى حبيبى". مسلسلات کا ایک اور سلسلہ وہ ہے جس کا کسی فعل پر مدار ہو، جیسے "المسلسل بوضع اليد على الرأس" یا "المسلسل بالمصافحه" یا "المسلسل بقبض اللحية" یا "المسلسل باخذ السبابه" یا "المسلسل بالمشابكه".

مسلسلات کی ایک اور قسم وہ ہے جس کی قرأۃ و اجازت میں کسی خاص دن کا اہتمام کیا جاتا ہو، جیسے "المسلسل بيوم العيد" یا "المسلسل بيوم العاشورا" یا اس کی اجازت و سند میں کسی خاص جگہ کے علماء یا محدثین کی واضح اکثریت کا اہتمام ہو، جیسے "المسلسل بالمكيين"، "المسلسل بالمشارقة"، "المسلسل بالمغاربة".

یا اس کی اجازت دینے والے اکثر مشائخ کرام میں کسی اور طرح کی یکسانیت کا معمول اور التزام ہو، مثلاً ان سب کے نام محمد سے یا احمد سے یا علی سے یا حسن سے یا کسی اور حرف سے شروع ہوتے ہوں۔ جیسے "المسلسل باحمدين"، "المسلسل بحرف العين فى اول اسم كل راوٍ، یا اس روایت کی سند میں کسی خاص علمی لیاقت و مرتبہ کا خیال کیا گیا ہو، جیسے "المسلسل بالحفاظ المحدثين" یا "المسلسل بالفقهاء الحنفيه" یا "المسلسل بالفقهاء الشافعية"، وغیرہ یا "المسلسل بالقراء" یا "المسلسل بالشعراء" یا "المسلسل بالاشاعرة". بہرحال یہ ایک لمبی فہرست ہے جس میں مختلف اور ائمہ محدثین نے قسم قسم کی خاص سندوں اور ترتیبات کا اہتمام کیا ہے۔[۲] یہ قسمیں حضرت علمائے محدثین کے ارشادات کے مطابق حد شمار سے زائد ہیں، علامہ ابن الصلاح فرماتے ہیں:

> التسلسل من نعوت الأسانيد، وهو عبارة عن تتابع رجال الاسناد و تواردهم فيه، واحداً بعد واحد على صفة أو حالة واحدة، و ينقسم ذالک إلى مايكون صفة للرواية والتحمل و إلى ما يكون للرواة أو حالة لهم. ثم إن صفاتهم في ذلک و أحوالهم أقوالاً و أفعالاً و نحو ذلک تنقسم إلى مالانحصيه.[۳]

اور اس اہتمام و روایت کا یہ سلسلہ کچھ نیا یا آج کا نہیں ہے، علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح بخاری میں بھی ایک مسلسل روایت موجود ہے۔ اصول حدیث کی قدیم کتابوں میں جہاں متن حدیث کی کتابوں کی مختلف نوعیّتوں سے تقسیم کی گئی ہے، اس میں مسلسلات بھی شامل ہیں، امام حاکم نے **معرفت علوم الحدیث** میں مسلسلات کو متن حدیث کی دسویں قسم شمار کیا ہے۔[۴]

مسلسلات کے موضوع پر تقریباً پانچویں صدی ہجری سے باقاعدہ تصانیف اور اجازت کا ایک متواتر سلسلہ چلا آ رہا ہے، علامہ سخاوی نے **فتح المغیث** میں مسلسلات کے موضوع پر جن تصانیف ومؤلفات کا تذکرہ فرمایا ہے، ان میں قدیم ترین تالیف محدث بغداد شیخ ابوبکر احمد بن ابراہیم بن شاذان (وفات ۳۸۶ھ) کی ہے،[۵] اس وقت سے ہر دور کے علمائے حدیث نے مسلسلات پر توجہ فرمائی ہے۔ تاہم اس موضوع کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے، قیاساً مسلسلات کی جملہ مؤلفات دو سو کے قریب ہوں گی۔

جو مسلسلات موجود و معلوم ہیں، ان میں جامع ترین مجموعۂ مسلسلات علامہ ابن الطیب مشرقی کا مؤلفہ ہے، جس میں علامہ عبدالحی کتّانی کی اطلاع کے مطابق تین سو مسلسلات شامل ہیں،[۶] اس موضوع کی بڑی تالیفات میں علامہ محدث شیخ محمد عابد سندھی کی "**حصرالشارد من اسانید محمد عابد**" اور شیخ قاوقجی کی کتاب **مسلسلات** اپنی جامعیت و وسعت میں بے نظیر ہیں۔[۷]

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اساتذۂ حدیث میں سے علامہ شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کی بھی اس موضوع پر تصانیف ہیں، جو شائع نہیں ہوئیں۔[۸] حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اساتذہ کے تلامذہ یا شاہ صاحب کے شاگردوں اور ان کے سلسلہ سے وابستہ علماء کے فیض یافتہ بلند پایۂ محدثین میں سے علامہ شیخ محمد عابد سندھی کی بے نظیر کتاب "**حصر الشارد من اسانید محمد عابد**"،[۹] حضرت شاہ عبدالغنی مجددی مہاجر مدنی کی ایک تالیف جس پر نام درج نہیں[۱۰] نیز شاہ عبدالغنی مجددی کے ایک شاگرد شیخ عبدالستار دہلوی مکی کی اہم تالیف "**المورد الھنی فی اسانید شیخ عبدالغنی**"[۱۱] اس موضوع کی معلومات کا مخزن ہیں، جو حضرت شاہ ولی اللہ اور اس سلسلہ کے دیگر علماء کی اجازت و سند کی مطابقت و تصحیح کے لیے مرجع اور سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔

جب حضرت شاہ ولی اللہ ۱۱۴۳ھ (۱۷۳۱ء) میں حجاز پہنچے[۱۲] اور ان کو حضرت شیخ ابو طاہر کردی مدنی کی صحبت اور تلمذ نصیب ہوا اور مکہ اور مدینہ منورہ میں دنیائے اسلام کے ممتاز ترین علماء سے استفادہ کا موقع ملا، اس وقت وہاں کی علمی محفلیں مسلسلات کے تذکروں سے معمور تھیں اور متعدد علماء

کے واسطہ سے مسلسلات کی روایت و اجازت کا سلسلہ جاری تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ جیسی نابغۂ زماں شخصیت (جس نے صدیوں کا سفر برسوں میں اور برسوں کی منزل لمحوں میں طے کی ہو) اس چشمۂ فیض سے کیسے غافل رہ سکتی تھی، اس لیے جب حضرت شاہ صاحب نے علامہ شیخ ابو طاہر کردی سے صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث اور مختلف سلسلوں میں استفادہ کیا اور ان کی اجازت حاصل کیں، اس وقت مسلسلات کی سندوں کے لیے بھی پورا فائدہ اٹھایا، بہت سی مسلسلات کی اجازت لی اور بعض اجازتوں کے سلسلوں کو مکمل کیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کو حضرت شیخ ابو طاہر کے علاوہ اور بھی بعض علماء سے مسلسلات وغیرہ کی اجازت حاصل تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے مسلسلات کی اپنی کثر مرویات اپنے تین رسائل میں جمع فرما دی ہیں، جو یہ ہیں:

۱۔ **الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین ﷺ**

۲۔ **الدر الثمین فی مبشرات النبین الامین ﷺ**

۳۔ **النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر ﷺ**

ان تینوں کے مجموعہ کو مسلسلات کہا جاتا ہے مگر ان میں سے صرف دو رسائل **الفضل المبین** اور **النوادر** میں ہی ایسی روایات ہیں جن کے لیے مسلسلات کا اطلاق درست ہے۔ **الدر الثمین** میں ایسی کوئی روایت و سند موجود نہیں جس کو کسی پہلو سے مسلسلات میں شمار کیا جا سکے۔ یہ تینوں مختصر رسالے ہیں، **الفضل المبین** کے قدیم مطبوعہ نسخے ڈیمائی سائز کے ترپن (۵۳) صفحات پر، النوادر بیس صفحات پر اور درمیان کا رسالہ الدر الثمین صرف بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔

الفضل المبین میں (اور یہی اصل مسلسلات ہے) کل پینتیس مسلسلات ہیں، جس میں پچیس شیخ ابو طاہر کی سند و اجازت سے ہیں، باقی دوسرے علماء یا اساتذہ سے اخذ کی گئی ہیں، تفصیل یہ ہے:

شیخ سید عمر بن بنت الشیخ

۱۔ **المسلسل بالاولیة**، ص: ۸
۲۔ **المسلسل بحرف العین**، ص: ۴۵

شیخ تاج الدین قلعیؒ

۱۔ **المسلسل بالفقهاء الحنفیه**، ص: ۱۶
۲۔ **المسلسل بالفقهاء الحنفیه**، ص: ۱۷
۳۔ **المسلسل بالمکیین**، ص: ۳۱

شیخ محمد وفد اللہ مکیؒ

۱. **المسلسل بالفقهاء المالكية، ص: ۱۷**
۲. **المسلسل بالمغاربة، ص: ۳۳**

۳. المسلسل بالمغاربة، ص: ۳۴ ۔ ۴. المسلسل بالمحدیین، ص: ۴۲

شیخ ابو طاہر محمد ابن ابراہیم کردیؒ

۱. المسلسل بقرأۃ سورۃ الصف، ص: ۱۱ ۔ ۲. المسلسل بالمصافحۃ، ص: ۱۲
۳. المسلسل بأنا احبک، ص: ۱۱ ۔ ۴. المسلسل بالحفاظ، ص: ۱۴
۵. المسلسل بالفقہاء الشافعیۃ، ص: ۱۸ ۔ ۶. المسلسل بالحنابلۃ، ص: ۲۰
۷. المسلسل بالاشاعرۃ، ص: ۲۱ ۔ ۸. المسلسل بالصوفیۃ، ص: ۲۲
۹. المسلسل بالصوفیۃ، ص: ۲۳ ۔ ۱۰. المسلسل بالصوفیۃ، ص: ۲۵
۱۱. المسلسل بالصوفیۃ، ص: ۲۹ ۔ ۱۲. المسلسل بالصوفیۃ، ص: ۳۲
۱۳. المسلسل بالمشارقہ، ص: ۳۲ ۔ ۱۴. المسلسل بائمۃ اھل البیت، ص: ۳۵
۱۵. المسلسل بالاباء، ص: ۳۸ ۔ ۱۶. المسلسل بالاشراف، ص: ۴۱
۱۷. المسلسل بالحسن، ص: ۴۵ ۔ ۱۸. المسلسل باللہ العظیم فی اکثرہ، ص: ۴۷
۱۹. المسلسل بالقراء، ص: ۴۹ ۔ ۲۰. المسلسل بالشعراء، ص: ۵۱
۲۱. المسلسل بالاحمدیین، ص: ۵۲ ۔ ۲۲. المسلسل بیوم العید، ص: ۵۲
۲۳. المسلسل بنسبۃ کل راوٍ، ص: ۵۳ ۔ ۲۴. اربعون حدیثاً، ص: ۵۱۴
۲۵–۲۶. اثران مسلسلان بتسعۃ آباء، ص: ۴۰

(صفحات کے حوالے نسخہ مطبوعہ یحیوی سہارنپور: ۱۳۹۰ھ کے ہیں)

الفضل المبین میں مسلسلات کے تقریباً تمام مجموعوں کی ترتیب اور معمول کے مطابق پہلی اجازت و سند المسلسل بالاولیۃ کی ہے جو شیخ عمر ابن بنت الشیخ کی سند سے ہے، دوسری مسلسل بقرأۃ سورۃ الصّف ہے جو شیخ ابو طاہر سے منقول ہے۔ اس کے بعد یہ سلسلۂ مسلسلات مختلف روایتوں سندوں سے گزرتا ہوا آخر تک چلا جاتا ہے۔ اسی سلسلۂ روایت کے درمیان میں ایک مسلسل ”اربعون حدیثاً مسلسلۃ بالاشراف فی غالبہ“ کی بھی ہے، یہ وہ چالیس احادیث ہیں جو اربعین یا چہل حدیث حضرت شاہ ولی اللہ کے نام سے بہت مشہور ہیں۔ اس مجموعہ کو عموماً حضرت شاہ صاحب کی ایک مستقل تالیف شمار کیا جاتا ہے۔ حالاں کہ یہ علیحدہ تالیف نہیں بلکہ اسی مسلسلات کا ایک حصہ ہے۔[۱۳]

الفضل المبین اور النوادر حضرت شاہ صاحب نے کب مرتب فرمائیں، مجھے اس کی کوئی شہادت بلکہ قرینہ بھی نہیں ملا۔ لیکن حضرت شاہ صاحب کی تالیف ”اتحاف النبیہ فیما یحتاج الیہ المحدث

والفقیہ" کے مطبوعہ نسخہ میں درج اس کتاب کی اختتام کی تاریخ ۲۶/ جمادی الاوّل ۱۱۵۳ھ (جولائی ۱۷۴۰ء) سے یہ خیال یا شبہ ہو سکتا ہے کہ "الدرالثمین" اور رسالہ "النوادر" اتحاف کی تکمیل سے پہلے مرتب ہو گئے ہوں گے یا ان کا ابتدائی مسودہ وجود میں آ گیا ہوگا مگر یہ خیال بوجوہ صحیح نہیں۔

میرا خیال یہ ہے کہ اتحاف کے اختتام پر درج اس کے سنہ تالیف میں تصحیف یا غلطی ہوئی ہے، غالب گمان یہ ہے کہ اصل نسخہ سے نقل کرنے والے کو سہو ہوا۔ اس خیال کا قرینہ یہ ہے کہ "اتحاف النبیہ، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" کی قسم ثانی و ثالث (باب دوم، سوم) ہے۔ یہ دونوں باب، باب اوّل کی تکمیل کے بعد ہی مرتب ہوئے ہوں گے اور ان کے باب اوّل یعنی انتباہ کے متعلق حضرت شاہ صاحب نے ایک خط میں صاف صاف لکھا ہے کہ:

"چوں کشاکش مسوی درمیان است، فرصت تالیف انتباہ وغیرہ نمی شود"

"چوں کہ مسوی کی تالیف کا قصہ بیچ میں پڑا ہے، اس لیے انتباہ وغیرہ کی تالیف کا موقع نہیں ہوا"۔

اور اس میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں کہ یہ اطلاع اواخر ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ کی ہے، کیوں کہ شاہ صاحب نے اسی خط میں اپنے فرزند (شاہ) رفیع الدین کے تولد کی اطلاع بھی دی ہے:

"یوم الثلاثاء تاسع عشر ذی الحجہ، وقت صحوۃ الکبریٰ فرزندے عطا فرمود"(۱۴)

اللہ تعالیٰ نے دو شنبہ کے دن ۱۹/ ذی الحجہ کو صبح صادق کے وقت ایک بیٹا عطا فرمایا ہے۔

اور تحریر ہے:

نام مولود رفیع الدین باشد(۱۵) نومولود بچہ کا نام رفیع الدین ہوگا۔

نیز لکھا ہے:

"رفیع الدین عبدالوہاب نام ایں مقرر کردہ شود"(۱۶)

اس کا نام رفیع الدین عبدالوہاب رکھ دیا جائے گا۔

اور یہ طے ہے کہ حضرت شاہ رفیع الدین کی ۱۱۶۳ھ میں ولادت ہوئی تھی، مکمل تاریخ ولادت ۱۹/ ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ (۱۹/نومبر ۱۷۵۰ء) ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی ان تصریحات سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ شاہ رفیع الدین کی ولادت یعنی اواخر ۱۱۶۳ھ تک الانتباہ بھی مکمل نہیں ہوئی تھی، بعد کے ابواب تو اس کے بعد ہی وجود میں آئے ہوں گے۔ لہذا اتحاف میں ان رسائل کے ضمنی تذکرہ سے ان رسائل کے سنہ تالیف کے تعین میں کچھ

مد نہیں ملتی۔ اس خیال کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ "**اتحاف النبیہ**"کا پیش نظر نسخہ جن مطبوعہ نسخوں پر مبنی ہے، یہ سنہ تصنیف ان میں سے ایک ہی نسخہ میں موجود ہے۔ ایک اور نسخہ جو شاہ محمد اسماعیلؒ کے فرزند، شاہ محمد عمر کا مملوکہ ہے اور اس پر نقل نسخۂ مصنف کی صراحت بھی ہے اور "**اتحاف النبیہ**" کے اسی مطبوعہ نسخہ میں اس کے آخری صفحہ کا عکس بھی شامل ہے۔ اس میں سنہ تالیف کا کچھ تذکرہ نہیں۔[١٧] لہذا اتحاف کا یہ سنہ تالیف ناقابل اطمینان اور غالبًا جعلی ہے۔ تاہم شاہ صاحب کی نوشتہ بعض سندوں اور اجازت میں دونوں کا تذکرہ ہے۔

یہ دونوں جب بھی مرتب ہوئی ہوں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے ان کو غالبًا کسی وقتی ضرورت سے یا کسی شاگرد کی یادداشت کے لیے عجلت میں اور سرسری طور پر قلم بند کیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ان تینوں میں کوئی ترتیب موجود نہیں، نہ موضوعات میں ترتیب ہے نہ اساتذہ کی روایات میں، جو روایتیں جہاں یاد آئیں ان کا وہیں کسی خاص رعایت کے بغیر اندراج فرما دیا اور مسلسلات کے سلسلہ کی متعدد بلکہ شاید تقریباً ایک تہائی مسلسلات حضرت شاہ صاحب نے **الفضل المبین** (مسلسلات) میں درج ہی نہیں فرمائیں۔ اس خیال کی بھی متعدد شہادتوں اور روایتوں سے تائید ہو رہی ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے اپنی ایک تالیف "**اتحاف النبیہ فیما یحتاج الیہ المحدث والفقیہ**" میں شیخ ابو طاہر کی سند سے چھ مسلسلات ذکر فرمائی ہیں، جس میں سے پانچ **الفضل المبین** میں بھی درج ہیں مگر وہاں ان کی ترتیب **اتحاف النبیہ** کی ترتیب کے مطابق نہیں۔ **اتحاف النبیہ** کی روایات پر نمبرشمار موجود نہیں، ان کی ترتیب کا **اتحاف النبیہ** اور مسلسلات کے درج ذیل صفحات کے تسلسل سے علم ہوگا۔

١۔ **المسلسل بالاولیة** از شیخ عمر ابن بنت الشیخ، **اتحاف** ص ٧٩، ص: ٨
٢۔ **المسلسل بقرأة سورة الصف** از شیخ ابو طاہر مدنی، **اتحاف** ص ٨١، ص: ١٠
٣۔ **المسلسل بالفقهاء الشافعية** از شیخ ابو طاہر مدنی، **اتحاف** ص ٨٣، (مسلسلات میں موجود نہیں)
٤۔ **المسلسل بالمصافحه** از شیخ ابو طاہر مدنی، **اتحاف** ص ٨٤، ص: ١٢
٥۔ **المسلسل بقول انا احبک** از شیخ ابو طاہر مدنی، **اتحاف** ص ٨٥، ص: ١١-١٢
٦۔ **المسلسل بالصوفية** از شیخ ابو طاہر مدنی، **اتحاف** ص ٨٧، ص: ٢٥

(**مسلسلات یحیوی**، سہارنپور: ١٣٩٠ھ)

اور ان میں سے ایک روایت جو **الفضل المبین** میں شامل ہی نہیں، **مسلسل بالفقهاء** کی ہے، اس کی سند و روایت اس طرح ہے:

واما الحديث المسلسل بالفقهاء، فاخبرنى ابو طاهر و كان قلد افتاء الشافعية بالمدينة مدة، ثم استعفىٰ زهداً منه. ولم يزل يرد عليه الاسولة من الافاق فيفتى للّٰه. انه قرأ على احمد النخلى وكان متقنا لفقه الشافعى، بسماعه على البابلى و حافظته فى الفقه اشهر من نار على علم عن الفقيه العلامه ابى النجا سالم بن محمد السنهورى المالكى الخ[۱۸]

نیز حضرت شاہ صاحب نے مسلسلات میں **المسلسل بالاولیه** کا صرف شیخ عمر ابن بنت الشیخ کی سند سے ذکر کیا ہے۔ حالاں کہ شاہ صاحب نے اپنی اور کتابوں میں صراحت کی ہے کہ ان کو شیخ ابو طاہر اور شیخ تاج الدین قلعی سے بھی مسلسلات کی اجازت ہے۔ شیخ ابو طاہر نے بھی حضرت شاہ صاحب کی سند میں ارقام فرمایا ہے کہ شاہ صاحب کو میری طرف سے **مسلسل بالاولية** کی بھی اجازت ہے۔ انہوں نے مجھ سے سب سے پہلے یہی روایت سنی تھی:

"سمع منى الحديث المسلسل بالاولية وهو اول حديث سمعه منى"[۱۹]

نیز شیخ محمد طاہر کردی کے حضرت شاہ صاحب کے نام گرامی نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کردی کی مسلسلات کا بڑا مجموعہ تھا جس میں ایک روایت **"المسلسل بالحفاظ"** کا جو اس مجموعہ کی روایت نمبر **الخامس والاربعون** (۴۵) تھی۔ ایک حوالہ کے لیے بطور خاص تذکرہ ہے جب کہ حضرت شاہ صاحب کی مسلسلات (الفضل المبین) میں شیخ ابو طاہر کے حوالہ سے صرف پچیس روایتیں درج ہیں۔

شیخ ابو طاہر کی سند سے چند اور روایتیں **الدر الثمین** اور **النوادر** میں بھی ہیں۔ **الدرالثمین** میں صرف نو (۹) اور **النوادر** میں ستائیس (۲۷) یعنی تینوں سائل میں شیخ ابو طاہر کی سند سے کل اکسٹھ (۶۱) روایتیں ہیں۔ مگر آخری دونوں مؤلفات کو حضرت شاہ صاحب مسلسلات میں شمار نہیں فرماتے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے مجموعۂ مسلسلات میں شاہ صاحب کو پہنچی مسلسلات کا تقریباً نصف حصہ ہی شامل ہے کیوں کہ شاہ صاحب نے ایک سے زائد موقعوں پر اس کی صراحت کی ہے کہ ان کو شیخ ابو طاہر کی کل مرویات و مسموعات کی اجازت ہے۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے:

"و ایشاں (شیخ ابو طاہر) اجازت روایت آں کتب بل جمیع مرویات خود دادند"[۲۰]

اور حضرت شیخ ابراہیم نے شاہ صاحب کے لیے اپنے اجازت نامہ میں بھی صراحت فرمائی ہے کہ:

"اجزت...... بما یجوز لی و عنی روایته من مقروٌ مسموع و اصول و فروع و حدیث و قدیم و محفوظ و رقیمٌ"(۲۱)

اس کے بعد یہ بھی تحریر فرمایا ہے:

"ولا اقول کما یقول غیری، اذا اجاز من قولهم، بشروط المعتبرة عند اهلها المذکورة فی محلها لعلمی ان الشروط فیه متوفرة والقواعد بفضل اللّٰه عنده متقررةٌ، فلیرو عنی ما شاء لمن شاء"(۲۲)

اور میں یہ نہیں کہتا (اور لکھتا) جیسے کہ اور علماء اجازت حدیث کے وقت تحریر فرمایا کرتے ہیں کہ ہماری اجازت علمائے حدیث سے مروی معتبر شروط پائے جانے پر ہے، جو اپنی جگہ پر درج ہوتی ہیں، کیوں کہ میری معلومات کے مطابق (علمائے محدثین کی ارشاد کی ہوئی) جملہ شرائط شاہ ولی اللہ میں وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں اور اس کے اصول و ضوابط ان (شاہ صاحب) کے یہاں محفوظ و منضبط ہیں تو یہ مجھ سے جو چاہیں اور جس سے چاہیں روایت کریں۔

مندرجہ بالا روایتیں **الفضل المبین** میں کس وجہ سے شامل نہیں کی گئیں۔ کہنا مشکل ہے، ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے **الفضل المبین** کی تحریر کے وقت جن کتابوں سے بطورِ خاص استفادہ کیا یہ روایتیں ان میں شامل نہ ہوں۔ مثلاً مسلسلات کی تالیف و ترتیب میں منجملہ اور کتابوں کے حضرت شاہ صاحبؒ کا ایک ماخذ علامہ سیوطی کی **اربعون صغریٰ** (**جیاد المسلسلات**) بھی ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز نے تحریر فرمایا ہے کہ:

مسلسلات صغریٰ تصنیف جلال الدین سیوطی ازاں جملہ حدیث مسلسل بیوم العید است، و ازاں جملہ حدیث مسلسل بمصافحہ است، و از انس بن مالک رسیدہ۔ و اکثر آں در کتاب مسلسلات حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ داخل است، و سماع آں راقم سطور را حاصل۔(۲۳)

مسلسلات صغریٰ علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف ہے۔ اس کی منجملہ مرویات میں سے حدیث مسلسل بیوم العید ہے اور انہی میں مسلسل بالمصافحہ ہے جو حضرت انس بن مالک کی روایت سے پہنچی ہے اور اس (مسلسلات صغریٰ) کی اکثر روایت حضرت شاہ ولی اللہ قدس

سرہ کی مسلسلات میں شامل ہیں۔ راقم سطور (شاہ عبدالعزیزؒ) کو ان کا سماع اور اجازت حاصل ہے۔

اس لیے ممکن ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے اپنی اس تالیف میں صرف وہی مسلسلات شامل کی ہوں جو مسلسلات صغریٰ سیوطی میں مرکزی حیثیت رکھتی تھیں۔

اس خیال کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ ایسی متعدد روایتیں جو علمائے مسلسلات کی ترتیب اور معمول کے مطابق الفضل المبین میں ہونی چاہیے تھیں، وہ **النوادر** میں درج ہیں۔ مثلاً "مسلسل بالمشابکه" (پنجہ کشی کی روایت) النوادر میں ہے۔ حالاں کہ اس کا صحیح محل الفضل المبین میں تھا۔ مسلسل بالمشابکه کی روایات کو امام حاکم اور علامہ عراقی وغیرہ نے واضح طور پر مسلسلات میں ذکر فرمایا ہے۔[۲۴]

ایسی ہی ایک اور روایت یا مسلسل جسکو الفضل المبین میں شامل ہونا چاہیے، مناولت بالتسبیح کی ہے جس کو حضرت شاہ صاحبؒ اپنے استاذ شیخ عمر ابن بنت الشیخ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے:

"واما السبحة فناولنی ها السید عمر ابن بنت الشیخ عبدالله البصری المکی الی آخر الروایة"[۲۵]

مگر اس کا بھی الفضل المبین وغیرہ میں تذکرہ نہیں اور بھی چند روایات کی ترتیب یہی کہتی ہے کہ ان کو النوادر میں نہیں، الفضل المبین میں ہونا چاہیے تھا۔[۲۶]

اس خیال کا ایک اور قرینہ یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ نے سلسلۂ مسلسلات کی ایک معروف روایت جس کی شاہ صاحب کو اجازت و سند حاصل ہے اور خود حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے صاحبزادگان اور متعدد اصحاب کو اس کی سند و اجازت سے نوازا بھی ہے۔ "المسلسل بالتمر والماء" کی ہے کہ جو الفضل المبین اور النوادر دونوں میں شامل نہیں۔ حالاں کہ اس روایت کو اور محدثین نے عام طور پر مسلسلات کے مجموعوں میں شامل کیا ہے۔ ممکن ہے یہ خیال کیا جائے کہ چوں کہ "المسلسل بالتمر والماء" کی نسبت و سند بہت کمزور ہے بلکہ اس کا مدار علیہ راوی (عبداللہ بن میمون القداح) مہتم بالوضع ہے۔ شاید اس وجہ سے شاہ صاحب نے اس کو الفضل المبین میں شامل نہیں کیا لیکن یہ خیال صحیح نہیں، اس لیے کہ الفضل المبین کی بعض اور روایتیں بھی اس شبہ سے محفوظ نہیں ہیں۔

المسلسل بالتمر والماء مسلسلات (الفضل المبین وغیرہ) کے قدیم خطی نسخوں میں شامل

نہیں۔ حضرت شاہ صاحب کے قلم سے مسلسلات کی جو سندیں موجود ہیں ان میں بھی المسلسل بالتمر والماء کا تذکرہ مجھے نہیں ملا، بعد کے علماء کو بھی مسلسلات کی سند و اجازت اور المسلسل بالتمر والماء کی اجازت علیحدہ علیحدہ ملی۔ مثلاً مجموعہ مسلسلات کی اشاعت و روایت سے وابستہ ممتاز ترین متأخر علماء، مولانا علی اکرم آروی (جو مجموعۂ مسلسلات کے سب سے پہلے ناشر ہیں) او مولانا خلیل احمد انبیٹھوی مہاجر مدنی جن کے توسط سے مسلسلات کا سلسلہ عام ہوا ہے دونوں کی ''المسلسل بالتمر والماء'' کی اجازت، مسلسلات کی اجازت سے علیحدہ تھی۔

مولانا علی اکرم آروی کو مسلسلات کی اجازت اپنے استادِ حدیث مولانا سیّد عالم علی نگینوی سے تھی مگر ''مسلسل بالتمر والماء'' کی اجازت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی سے حاصل ہوئی۔ مولانا علی اکرم نے لکھا ہے:

> وقد كتبنا هذا الحديث عن كتاب مولانا الحافظ السيدى ابى الهاشم محمد عالم على المحدث النجينوى، وما حصل لى السند بهذا الحديث عن جنابه، لفقدان الاسودين، فلما نزل مولانا الحافظ محمد عبدالرحمن المحدث البانى بتى فى دارى ببلدة آره، فقد حصل لى السند بهذا الحديث عن جنابه، و اضافتى بالاسودين التمر والماء فى شهر الصيام عندالافطار.
>
> وقال حصل لى سند هذا الحديث رجل ولايتى الى مولانا محمد اسحاق، ولم يكن له سند هذا الحديث بلاواسطه اليه، ولكنه كان تلميذا لمولانا محمد اسحاق وعنده اسانيد عن جنابه بالاستيعاب للصحاح وغيره و اكثر العلوم.(۲۷)

اسی طرح مولانا خلیل احمد صاحب نے بھی صراحت کی ہے کہ میں نے مولانا عبدالقیوم بڑھانوی سے مسلسلات پڑھی، اس کی اجازت لی۔ اس کے علاوہ المسلسل بالتمر و الماء کی اجازت بھی حاصل کی جو مسلسلات سے خارج ہے۔ مولانا کہتے ہیں:

> ''وقد قرأت عليه الحديث المسلسل بالضيافة بالتمر والماء، و اجازنى به و اضافنى بها، وهو خارج عن رسالة المسلسلات''.(۲۸)

خدا بخش لائبریری پٹنہ میں الفضل المبین کا وہ قلمی نسخہ محفوظ ہے جو ۱۱۶۰ھ میں حضرت شاہ صاحب کے سامنے پڑھا گیا تھا۔ اس نسخہ میں شاہ صاحب کے ایک شاگرد شیخ محمد بن محمد بلگرامی ثم الہ آبادی نے حضرت شیخ سے سبقاً سبقاً پڑھا ہے اور اس پر اپنی قرأت اور اجازت کی تاریخیں بھی لکھی

ہیں اور اس نسخہ کے اختتام پر حضرت شاہ صاحب کے دست مبارک سے شیخ محمد بن محمد بلگرامی کے لیے مسلسلات کا اجازت نامہ بھی تحریر ہے جس میں شاہ صاحب نے الفضل المبین کی سندوں خصوصاً مغاربہ (مراکش و افریقہ) کے علماء کے واسطوں میں بعض فروگزاشتوں کا ذکر فرمایا ہے اور موقع ملنے پر ان کی تصحیح کے ارادے کا بھی تذکرہ فرمایا ہے، تحریر ہے:

”**علی أن فیها بعض شئ من الخلل فی ضبط الاسماء، لا سیما فی أسماء المغاربة، لم یتفرغ لتصحیحها ساعتنا هذا، و عسیٰ ان یتیسره اللّٰه تعالیٰ فی الزمان المستقبل**“.

یہ اجازت نامہ شروع محرم ۱۱۶۰ھ (جنوری ۱۷۴۷ء) کا لکھا ہوا ہے۔ معلوم نہیں کہ حضرت شاہ صاحب کو اس ارادہ کی تکمیل کا وقت ملا یا نہیں ملا۔ بہ ظاہر اس کی کم ہی اُمید ہے کیوں کہ اس کے بعد حضرت شاہ صاحب کی مصروفیات میں اضافہ ہی ہوا ہے کمی نہیں ہوئی۔ اس لیے قرین قیاس ہے کہ حضرت شاہ صاحب اس مجموعہ کی تصحیح کا شاید موقع نہیں ملا ہوگا اور جب خود حضرت شاہ صاحب یہ خیال فرما رہے ہیں تو بعد میں نقل نسخوں کی کامل تصحیح کی توقع ہی بے محل ہے۔ مسلسلات کا حضرت شاہ صاحب کا یہی نسخہ معروف و مروج ہے اور اس کی سند و روایات کی تصحیح و تحقیق پر کماحقہ توجہ نہیں فرمائی گئی۔

حضرت شاہ صاحب کو اس کی بعض سندوں کی ترتیب و اجازت پر بھی شبہات تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے ان کے حل اور تفہیم کے لیے شیخ محمد بن شیخ طاہر کو خط بھی لکھا تھا۔ شیخ موصوف نے اس کے جواب میں جو کلمات ارقام فرمائے، اس کی متعلقہ سطور ملاحظہ ہوں:

وذکرتم في ورقة الإلحاق انه هل لسیدی الوالد نفع اللّٰه به وقدس سره، اجازت عامة من البابلی و زین العابدین بن عبدالقادر الطبری؟ فهذا السوال عجیب من سیّدنا، مع أن مسلسلاه رحمة اللّٰه لیه بقیت بیتکم مدة.

فأما البابلی فشیخه ملا فاضل، صرح به فی المسلسلات فی الحدیث الخامس والاربعون، المسلسل بالحفاظ. و فی الامم صرح به فی کتب الشافعیة فی تصانیف ابن حجر و تصانیف محمد الرملی، فهو مجاز منه اجازة خاصة ورآه و احتج به. و اما الطبری فروی عنه فی مسلسلا ته، و قد روی الحدیث المسلسل بالأولیة عن شیخه من الشیوخ الرابع، متهم الطبری المذکور، فراجعوا تجدوا ذلک إن شاء اللّٰه تعالیٰ......“(۲۹)

ترجمہ: آں مکرم نے (خط کے) ملحقہ ورق میں جو تذکرہ کیا ہے کہ کیا میرے والد محترم کو

بابلی اور شیخ زین العابدین بن عبدالقادر طبری سے اجازت عامہ حاصل ہے۔[(۳۰)] یہ سوال جناب عالی سے غیر متوقع ہے کیونکہ حضرت مرحوم کی مسلسلات ایک عرصہ تک آنجناب کے پاس رہی ہے۔ پس بابلی ان کے شیخ ملا فاضل تھے جن کی بابلی نے اپنی مسلسلات کی حدیث نمبر چون (۵۴) **المسلسل بالحفاظ** میں صراحت کی ہے اور "**الامم لایقاظ الھمم**" میں علمائے شافعیہ کی کتابوں کی اسانید میں، خصوصاً حافظ ابن حجر اور محمد الرملی کی تصانیف کے تحت ذکر کی ہے۔ پس وہ بابلی سے روایت کے مجاز ہیں اجازت خاصہ کے ذریعہ سے۔ انہوں نے بابلی کو دیکھا ہے اور ان سے (استفادہ) اور استدلال کیا ہے۔[(۳۱)] اور طبری ان سے (والد ماجد نے) اپنی مسلسلات میں روایت کیا ہے اور وہ مسلسل بالاولیۃ اپنے شیوخ میں سے چوتھے شیخ سے روایت کرتے ہیں، ان ہی میں طبری بھی شامل ہیں۔ پس آنجناب اس کتاب سے مراجعت فرمائیں، ان شاء اللہ اس میں پا لیں گے۔[(۳۲،۳۳)]

اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا نہایت ضروری ہے کہ اس مجموعہ رسائل میں کئی سندیں اور روایتیں ایسی بھی ہیں کہ ان کی روایت اور سند دونوں نہایت مشکوک اور ناقابل اعتماد ہیں۔ علماء اور محدثین کو ان پر بہت سے اعتراضات ہیں یا وہ روایت بالکل ہی بے اصل اور ناقابل قبول ہیں۔ مگر اس کی وجہ سے مجموعۂ مسلسلات پر بہت حرف نہیں آتا کیوں کہ ان میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں جس کو بنیادی دینی تعلیمات و مسائل میں مآخذ و متدل کی حیثیت حاصل ہو اور یہ بھی معلوم ہے کہ ایسی تمام روایتوں کی سند اور مندرجات کے اور علمائے کرام کے علاوہ خود ان روایتوں کی نقل کرنے اور سند دینے والے علماء اور محدثین بھی شدید ناقد رہے ہیں۔ مثلاً علامہ سخاوی نے المسلسل بالتمر والماء کے متعلق صاف لکھا ہے:

> **ولوائح الکذب علیہ ظاھرۃ، استبیح ذکرہ الامح بیانہ. لکن المحدثین مع کثرۃ کلامھم علیہ، و مبالغتھم فی تضعیفھما، و رمیہ بالوضع لا یزالون یذکرونہ، و یسلسلونہ بالتبرک و حسن النیۃ.**[(۳۴)]

علامہ سخاوی اور ائمہ محدثین کی اسی روایت کی پاسداری میں مسلسلات کے تمام سلسلوں کی نقل وروایت جاری ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض محتاط علماء اس کی نقل و روایت کو جائز ہی نہیں سمجھتے۔ ہمیشہ کی طرح اب بھی دونوں قسم کے علماء اور محدثین موجود ہیں، اس لیے ان روایتوں کی نقل و سند بھی جاری ہے اور ان پر تنبیہ اور تنقید بھی:

> **وللناس فیما یعشقون مذاھب.**

الفضل المبین کا قدیم معتمد ترین نسخہ

آخر میں **الفضل المبین** کے چند قلمی اور مطبوعہ بنیادی نسخوں کا تعارف حاضر ہے۔ نسخہ خدا بخش پٹنہ جس کا اُوپر ذکر آیا ہے اب تک دریافت نسخوں میں صحیح ترین قدیم ترین اور معتمد ترین نسخہ ہے۔ یہ فل اسکیپ (Full Scape) کے اٹھارہ ورق یا چھتیس صفحات پر مشتمل ہے۔ فی صفحہ اٹھارہ سطریں ہیں، خوبصورت اور عمدہ نستعلیق رواں قلم ہے۔ مشکل اعراب اور بعض نادر نسبتوں کو خاص طور پر واضح کیا ہے۔ سطور کے درمیان اور حاشیوں پر کہیں کہیں کچھ وضاحت یا حضرت شاہ صاحب کا مختصر افادہ بھی درج ہوا ہے۔ اگر اصل متن کا کوئی لفظ یا فقرہ نقل سے رہ گیا تھا اس کا حاشیہ پر اضافہ ہے۔ پورا نسخہ (اس دور کے طرزِ کتابت کے مطابق) مسلسل ہے۔ درمیان میں کوئی عنوان نمایاں کیا گیا ہے، نہ فقرہ بندی ہے نہ تحویل سند اور نئی روایات کے آغاز پر کوئی امتیاز۔ تاہم نسخہ قابل دید ہے اور **الفضل المبین** کے قدیم معلوم نسخوں میں اپنی تحریر اور امتیازات کی وجہ سے سب سے قیمتی نسخہ ہے۔

کاتب و ناسخ نسخہ نے اختتام کتابت کی تاریخ درج نہیں کی، مگر اس کے مختلف صفحات پر کاتب نسخہ کے قلم سے یہ اطلاعات تاریخ و مہینہ کی صراحت کے ساتھ درج ہیں کہ کاتب کو **مسلسل بالاولیة، مسلسل بقرأت سورة الصف** اور **مسلسل بالمصافحه** کی کس تاریخ کو کس سے اجازت حاصل ہوئی۔ ان میں سے تین اجازتیں ۲۲/ ذی قعدہ ۱۱۵۹ھ (دسمبر ۱۷۴۶ء) کو ملیں جو بعد میں حاشیہ پر درج کی گئی ہیں جس سے ضمناً یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ نسخہ ذی قعدہ ۱۱۵۹ھ سے پہلے کا مکتوبہ ہے:

> **قال العبد المفتقر الى الله الاحد الصمد، الشیخ محمد بن محمد، حدثنی شیخنا المحدث ولی الله العمری الدهلوی، من سنة، للحدیث والسورة المسلسل بقرأة الصف وانا اسمع، یوم الثلثاء الثانی والعشرین، من ذی قعدة بین العصر والمغرب فی المسجد.**

کاتب نسخہ نے پہلے صفحہ پر یہ اطلاع دی ہے کہ جب میں نے یہ رسالہ (**الفضل المبین**) حضرت شاہ ولی اللہ سے پڑھا، اس وقت میں حضرت شاہ صاحب کے کتب ستہ کی اجازت و سندیں لے چکا تھا، بعد میں جب مسلسل بالاولیت کی اجازت و سند کے لیے حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا تو حضرت شاہ صاحب نے اپنے ماموں زاد بھائی شاہ محمد عاشق پھلتی کی طرف رہنمائی کی کہ اب یہ مسئلہ ان سے حل ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں ان کا منتظر رہا۔ شاہ محمد عاشق سے ۱۰/ صفر ۱۱۶۰ھ (فروری

۱۷۴۷ء) کو دہلی میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میرے سامنے حدیث مسلسل بالاولیة روایت کی، میں سن رہا تھا پھر میں نے قرأت کی۔ شاہ محمد عاشق نے سماعت فرمائی اور حضرت شاہ ولی اللہ کی موجودگی میں مسلسل بالاولیة کی اجازت سے نوازا۔ مولانا بلگرامی کے الفاظ درج ذیل ہیں:

الحديث المسلسل بالاولية، قال العبد الى اللّٰه الاحد الصمد، الشيخ محمد بن محد، حين قرأت الرسالة من اولها الى آخرها فى خدمت امام المحدثين الشيخ ولى اللّٰه العمرى، وفات من التسلسل بالاولية، سبق الاسناد من الكتب السته، ارشدنى الى ابن خاله، الشيخ محمد عاشق، وكنت منتظر لقيته؟ حتى وافيت منه محروسة الدهلى، يوم الثلوث عاشرا الصفر سنه ١١٦٠ھ فحدثنا بالاسناد المذكور وانا اسمع، ثم عدت و قرأت عليه وهو السميع، و اجازنى بحضور الشيخ المذكور. والحمدللّٰه على ذلک.

کاتب نسخہ نے اور مقامات پر یہ وضاحت بھی کی ہے کہ انہوں نے حضرت شاہ صاحب سے مسلسل بقرأة سورة الصف کی اجازت سہ شنبہ (یوم الثلاثاء) ۲۲/ ذی قعدہ کو عصر و مغرب کے درمیان حاصل کی، دوسرے اندراج میں اسی دن مسلسل بالمصافحۃ کی اجازت بھی تحریر ہے، لکھا ہے:

يقول العبد المفتقر الى اللّٰه الاحد الصمد، الشيخ محمد بن محمد، البلكرامى ثم اله آبادى، الشيخ ولى اللّٰه ادام اللّٰه بركاته، صافحنا بالكف التى صافحت بها ابا طاهر الكردى المدنى، فصافحنى و صافح احدى عشر رجل بن الصلحا، وكان ذالک يوم الثلوث، الثانى عشرين من ذى قعده ١١٥٩ھ.

کتاب کے اختتام یعنی آخری صفحہ پر، حضرت شاہ ولی اللہ کا اجازت نامہ تحریر ہے، جس کے چند کلمات اُوپر گزر گئے ہیں، مکمل عبارت یہ ہے:

الحمدللّٰه قد قرأ على هذه الرسالة كلها، صاحب النسخة، أخونا الصالح الشيخ محمد، احسن اللّٰه تعالىٰ و أصلح حاله، فاجزت له روايتاً عنى. على ان فيها بعض شئ من الخلل فى ضبط الاماء، الاسماء فى اساء المغاربة. لم يتفرغ لتصحيحها ساعتنا هذا. وعسىٰ ان يتيسر اللّٰه تعالىٰ لنا ذالک فى الزمان المستقبل.

كتب هذه السطور، مؤلفها الفقير ولى اللّٰه. اوائل محرم ١١٦٠ھ آخر ساعة من يوم الجمعة. والحمد للّٰه تعالىٰ اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً. [٣٥]

نسخہ کاکوری مزین باجازت مؤلف

الفضل المبین کا ایسا ہی ایک اور قیمتی نسخہ جس پر حضرت شاہ صاحب کے قلم سے اجازت تحریر ہے، خانقاہ کاظمیہ قلندریہ کاکوری میں محفوظ ہے۔

نسخہ کاکوری ۱۱/۲۰ سینٹی میٹر پیمانہ کے اڑتالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں ۹ سینٹی میٹر متن کا حصہ ہے۔ ۲ سینٹی میٹر کا حاشیہ چھوٹا ہوا ہے جس میں کہیں کہیں افادات یا حواشی تحریر ہیں۔ اکثر حاشیہ سادہ ہے، فی صفحہ اٹھائیس سطور ہیں، عمدہ نخہ ہے۔ یہ نسخہ بھی بہت اچھا ہے مگر کہیں کہیں دیمک وغیرہ کے اثرات کی وجہ سے پیوند لگے ہوئے ہیں۔ کتاب پر کاتب کا نام سنہ کتابت وغیرہ درج نہیں۔ تاہم کتاب کے اختتام کے بعد آخری صفحہ پر حضرت شاہ صاحب کے قلم سے، بابا فضل اللہ کشمیری کے لیے اس کتاب کا اجازت نامہ تحریر ہے، لکھا ہے:

> **الحمدللّٰہ وحدہ! اجزت بھذا الرسالة لاخینا فی اللّٰہ عزوجل، فضل اللّٰہ بن عبدالسلام الکروی الکشمیری.**
>
> **قال ذلک بفمه و کتبه بقلمه، الفقیر الی رحمة اللّٰہ الکریم، مصنف الرسالة، ولی اللّٰہ بن عبدالرحیم، کان اللّٰہ تعالیٰ له وصل اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و اله و صحبه اجمعین.**

مزید کوئی لفظ یا سنِ کتابت وغیرہ اس پر درج نہیں۔

اس نسخہ کے بین السطور میں کہیں کہیں مختصر افادات یا حاشیے درج ہیں، اگرچہ کہیں صراحت یا کسی کا نام موجود نہیں، مگر قرین قیاس ہے کہ یہ حضرت شاہ صاحب کے افادات وکلمات ہوں۔[۳۶]

دیوبند کے خطی نسخے

کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں مجموعہ مسلسلات میں شامل تینوں رسائل کے تین تین قلمی نسخے موجود ہیں۔ دو نسخے اور ایک مجوعہ رسائل محمد یوسف بن شیخ عبدالصمد بڈھانوی کے قلم سے ہے۔ یہ تینوں رسالے ۱۲۹۰ھ اور ۹۸-۱۲۹۷ھ میں نقل کیے گئے تھے۔ جس میں ایک نسخہ مطبوعہ آرہ کی جوں کی توں نقل ہے۔[۳۷] ایک نسخہ اور ہے جس پر کاتب کا نام، تاریخ و سنہ کتابت یا کوئی اور علامت یا مہر وغیرہ موجود نہیں۔ اس نسخہ کے متعلق فہرست مخطوطات دارالعلوم کے مرتب نے یہ اطلاع دی ہے کہ:

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے مطالعہ میں رہ چکا ہے''۔[۳۸]

مگر مرتب فہرست کی یہ اطلاع بہ ظاہر صحیح نہیں۔ راقم سطور نے یہ نسخہ دیکھا ہے، مگر اس میں ایسی کوئی عبارت درج نہیں جس کی وجہ سے اس کو شاہ صاحب سے منسوب کیا جا سکے، اور کاغذ وغیرہ سے بھی شاہ صاحب کے بعد کا معلوم ہوتا ہے۔

مجموعہ مسلسلات کی پہلی طباعت

مجموعۂ مسلسلات سب سے پہلے کب چھپا تھا، مجھے اس کا علم نہیں۔ جو مطبوعہ نسخے دستیاب ہوئے ان میں قدیم ترین طباعت مطبع نورالانوار، آرہ بہار کی ہے۔ یہ نسخہ مولانا علی اکرم آروی صاحب نے ایک قلمی نسخہ کی مدد سے مرتب کر کے ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء) میں شائع کیا تھا۔ مولانا علی اکرم کو مولانا محمد سعید محدث عظیم آبادی کے کتب خانہ میں (الفضل المبین) یعنی مسلسلات کے ایک قلمی نسخہ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ نسخہ حضرت شاہ ولی اللہ کے شاگرد مولانا محمد بن محمد بلگرامی الہ آبادی کا لکھا ہوا تھا۔ اسی نسخہ پر حضرت شاہ صاحب کے قلم سے مولانا محمد بلگرامی کے لیے اس نسخہ کی اجازت و سند مرقوم تھی۔ مولانا علی اکرم نے حضرت مولانا سے یہ نسخہ لے کر اس کی نقل کی۔ مولانا علی اکرم نے اس نسخہ سے طالب علمی کے زمانہ میں استفادہ کیا تھا اور اسی وقت اس کی ایک نقل تیار کر لی تھی مگر بعد میں تعلیمی مصروفیت میں اضافہ کی وجہ سے اس کا موقع نہیں ملا کہ مولانا علی اکرم کی اس نقل کی اصل سے مطابقت اور مکرر تصحیح کر لیتے، لہذا اسی ابتدائی نقل کو بنیاد بنا کر مجموعۂ مسلسلات میں شائع کر دیا تھا۔

حالانکہ مولانا محمد کا لکھا ہوا نسخہ نہایت عمدہ بہت واضح اور ایسا صاف ستھرا ہے کہ اس سے مقابلہ میں غلطی کا کم سے کم امکان ہے۔ لیکن کوئی رفیق نہ ہونے کی وجہ سے مولانا علی اکرم کو اس نقل کے اصل سے مقابلہ کا موقع نہیں ملا، مولانا نے لکھا ہے:

> ہر چند در استکتاب، رعایت صحت الفاظ و ضبط روایت و بعض لغات و معانی بہرچہ تمام تر نمودہ باشد، اما بسبب نا یافت طرفِ مقابل از منقول عنہ اتفاق مقابلہ نہ گردید۔[۳۹]

اگرچہ مولانا علی اکرم صاحب نے اپنے دونوں استادوں سے مسلسلات کے نسخوں سے بھی استفادہ کیا تھا، اور بقول خود اپنے نوشتہ (یعنی منقولہ از نسخہ محمد بن محمد بلگرامی) کا ان دونوں نسخوں سے مقابلہ بھی کر لیا تھا اور ان کے فوائد و معانی وغیرہ اپنے نسخہ کے حاشیہ پر لکھ لیے تھے، مولانا کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

> ''اسانید مسلسلات از حدیث مسلسل بالاولیۃ شروع نمودم، ہمہ ایں اثناء شروع در قرأت

وتصحیح و مقابلہ رسالہ خودم با رسالہ جناب ایشاں اتفاق افتاد، و بعض تعلیمات از افادات حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ، و دیگر فوائد مغلق الفاظ و اعراب و معانی آنچہ برآں ثبت بود، از سواد بہ بیاض درآمد، نقل بر کتاب خودنمودہ شد'۔[۴۱]

مسلسلات کی اسانید (کی روایت و قرأت کی) میں نے مسلسل بالاولیۃ سے ابتداء کی اور اسی وقت اپنے رسالہ کی تصحیح اور مقابلہ آنجناب (مولانا عالم علی نگینوی) کے نسخہ سے کرنے کا موقع ہوا اور بعض حاشیے افادات حضرت میاں (شاہ محمد اسحاق) صاحب کے نیز جو چند اور فائدے مشکل الفاظ، اعراب اور معنوں وغیرہ اس نسخہ پر لکھے ہوئے تھے، سیاہی سے سفیدی پر پہنچے (میں نے) ان کو اپنی کتاب پر نقل کر لیا۔

مگر اس اہتمام اور دو دونسخوں سے نقل اور استفادہ کے باوجود، مولانا علی اکرم کا مرتبہ اور شائع کیا ہوا نسخہ پوری طرح لائق اعتماد نہیں۔ غالبًا ابتدائی نقل میں خاصی فروگزاشتیں رہ گئی تھیں۔ بعد میں طباعت کے لیے کتابت کے وقت ان غلطیوں میں اور اضافہ ہوا۔ اس لیے موجودہ نسخہ کا مشکل سے کوئی صفحہ اور روایت ایسی ہوگی جس میں متعدد فروگزاشتیں اور تصحیفات موجود نہ ہوں۔ یہ اسی طباعت کی بعض تصحیفات و اغلاط ہیں جن کو متأخر طباعتوں میں کہیں متن میں کہیں حاشیہ میں نسخہ کے عنوان سے درج کیا گیا ہے۔

حالاں کہ یہ فقرے اور الفاظ جو بعد کی طباعتوں میں نسخہ کے حوالہ سے شامل ہیں، حضرت شاہ صاحب کے درس میں پڑھے گئے مذکورہ دونوں نسخوں میں موجود نہیں، اس پہلی طباعت کے چند حاشیوں پر بھی اختلاف نسخ درج ہے جو بہ ظاہر ان نسخوں پر مبنی ہے جو مولانا علی اکرم نے اپنے استادوں کے پاس دیکھے تھے، مگر چوں کہ مولانا علی اکرم نے ان نسخوں کی تفصیل کا ذکر نہیں کیا اور ان کی قدامت و اصلیت کا کچھ ذکر نہیں کیا، اس لیے ان پر بھی اعتماد غالبًا صحیح نہیں ہوگا۔

مولانا علی اکرم کا مرتبہ یہ مجموعہ رسائل، جس میں مسلسلات کے تینوں رسائل کے علاوہ حضرت شاہ صاحب کی تالیف تراجم ابخاری بھی شامل ہے۔ ۵/محرم الحرام ۱۲۹۲ھ (۱۲/فروری ۱۸۷۵ء) کو مطبع نورالانوار آرہ (بہار) سے چھپا تھا۔ یہ مجموعہ چورانوے صفحات پر مشتمل ہے۔ سرورق کے بعد فارسی میں دوصفحہ کی تمہید ہے جس کے بعض اقتباسات آ چکے ہیں۔ یہ تمہید اصل رسالہ اور اس کے صفحات سے خارج ہے۔ اس کے بعد **الفضل المبین** ہے۔ بعد ازاں ص ۲ سے ص ۵۲ تک **الدرالثمین** ص ۵۵ سے ص ٦۷ تک اور النوادر ٦۷ سے ص ۸۸ پر مجموعۂ رسائل ثلاثہ اختتام پذیر ہوا ہے۔

رسالہ **تراجم البخاری** ہے۔ آخر میں ص ۹۱ سے ۹۳ تک حضرت رسول اکرم ﷺ کی شان مبارک میں سیّدنا حسان بن ثابتؓ کا ایک قصیدہ درج ہے۔ ص ۹۳، ۹۴ پر اس مجموعہ کے مرتب مولانا علی اکرم کی اس خدمت کے تذکرہ اور توصیف پر مشتمل، مولانا عبدالسلام اور مولانا نورالحسن بہاری کے عربی اشعار ہیں، اسی پر یہ مجموعہ ختم ہوگیا ہے۔

الدرالثمین مطبوعہ احمدی دہلی

یہ **الدرالثمین** کی غالبًا پہلی طباعت ہے جس کو حضرت شاہ ولی اللہؒ کی کتابوں کے مشہور ناشر اور شاہ رفیع الدین کے نواسہ سیّد احمد ولی اللّٰہی نے شائع کیا تھا۔ اس نسخہ کے سرورق پر اس کا نام اس طرح چھپا ہوا ہے:

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین

معہ ترجمہ اُردو برحاشیہ

مسلسلات حضرت مولانا اسحاق صاحب

پہلے صفحہ کے آغاز پر سیّد احمد ولی اللّٰہی کی مختصر تمہید ہے، جس میں اس نسخہ کی دستیابی اور طباعت کے اشتیاق کا ذکر ہے۔ یہ اشاعت جو اُردو ترجمہ کے ساتھ ہے، صرف سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔ سیّد احمد ولی اللّٰہی کی شائع کی ہوئی اکثر کتابوں کی طرح اس کا بھی دو کالمی صفحہ ہے۔ صفحہ اوّل کے حاشیہ سے ص ۱۰ کے حاشیہ تک مسلسل بالاسودین التمر و الماء درج ہے۔ مگر اس کا ترجمہ شامل نہیں اور اس کے آغاز پر یہ صراحت بھی درج ہے کہ:

"ھذا حدیث مسلسل بالاسودین، ھذا الحدیث خارج عن کتاب المسلسلات"

اس پر سنہ کتابت درج نہیں، مگر خیال یہ ہے کہ یہ ۱۵-۱۳۱۰ھ (۹۸-۱۸۹۳ء) کے درمیان کی طباعت ہے۔ الدرالثمین کی احمدی دہلی کی مذکورہ طباعت کے علاوہ کم سے کم دو طباعتیں اور بھی ہیں۔

مطبع احمدی کی ایک اور طباعت

یہ طباعت احمدی کی پہلی طباعت کی گویا نقل ہے۔ دونوں میں معمولی سا فرق ہے، اس طباعت میں **المسلسل بالاسودین** ص ۱۴ کے حاشیہ تک درج ہے اور آخری صفحہ (۱۶) پر حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب **قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین** مطبوعہ مجتبائی دہلی کا اشتہار ہے۔ اس اشتہار کے اختتام پر جنوری ۱۹۸۸ء (شعبان رمضان ۱۳۱۶ھ) کی تاریخ مرقوم ہے۔

ایک اور طباعت مذکورہ دونوں طباعتوں کے بعد کی ہے۔ یہ نسخہ سیّد احمد ولی اللّٰہی کے بھانجے، سیّد عبدالغنی جعفری نے ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی سے چھپوایا تھا۔ طبع مجتبائی کا پتہ بھی درج ہے۔ سنہ طباعت درج نہیں، ۱۹۳۰ء کے بعد کی طباعت ہوگی۔

مسلسلات، مطبوعہ سہارنپور: ۱۳۵۷ھ

مجموعۂ مسلسلات کی ایک معروف اشاعت وہ ہے جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی (مہاجر مدنی) کے اہتمام اور مولانا سیّد بدر عالم میرٹھی (مؤلف ترجمان السنہ وغیرہ) کی کوشش سے مطبع اختر ہند سہارنپور سے چھپی تھی۔ چوں کہ شیخ الحدیث اور مولانا بدر عالم صاحب دونوں کا **مسلسلات** کی اجازت و سند کا سلسلہ حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی مہاجر مدنی (صاحب **بذل المجهود في حل سنن ابي داؤد**) سے تھا اس لیے اس طباعت کے ابتدائی چھ صفحات میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے قلم سے، مولانا کے لیے مسلسلات کی اجازت اور سندوں کی تفصیلات تحریر ہیں۔ حضرت مولانا خلیل احمد کو مسلسلات کی پہلی اجازت مولانا مفتی عبدالقیوم بڑھانوی سے ۸/شوال ۱۲۹۳ھ (۲۵/اکتوبر ۱۸۷۶ء) کو حاصل ہوئی۔ دوسری سند شیخ احمد دحلان مکی سے ملی جس پر سنہ اور تاریخ درج نہیں، تیسری سند و اجازت حضرت شاہ عبدالغنی مجددی مہاجر مدنی سے ۱۲۹۴ھ (۱۸۷۷ء) میں ملی۔ شاہ عبدالغنی نے **المسلسل بالتمر والماء** کی اجازت بھی عنایت کی۔ چوتھی سند و اجازت شیخ احمد برزنجی مفتی مدینہ منورہ سے ملی جو ۱۳۲۳ھ کی مکتوبہ ہے۔

اس طباعت میں **الفضل المبين** کے اختتام پر صفحہ ۵۳ سے صفحہ ۵۶ کے آغاز تک **مسلسل بالاسودين التمر والماء** اور **المسلسل باجابة الدعاء عندالملتزم** بھی شامل ہیں۔ اس کی تمہید میں مولانا خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے کہ مجھے دونوں کی اجازت و سند مولانا عبدالقیوم بڑھانوی سے ۱۲۹۱ھ میں بھوپال میں حاصل ہوئی۔ بعد ازاں صفحہ ۵۶ سے ۶۷ تک **الدرالثمين** ہے اور صفحہ ۶۸ سے صفحہ ۸۸ تک **النوادر** اس پر بھی سنہ طباعت درج نہیں۔ غالباً ۱۳۵۷ھ (۱۹۳۸ء) کی طباعت ہے۔

یحیوی سہارنپور کی اشاعتیں

بعد میں یہی نسخے کئی مرتبہ کتب خانہ یحیوی سہارنپور سے چھپے۔ ۱۳۹۰ھ (۱۹۷۰ء) اور اس کے بعد کی اشاعتوں پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے چند افادات کا اضافہ ہو گیا تھا جو قدیم اشاعتوں میں شامل نہیں تھے۔ اس اشاعت کا عکس کئی مرتبہ شائع ہوا، جو اب بھی بازار میں

دستیاب ہے۔

بحاشیہ مولانا عاشق الٰہی بلند شہری: کراچی ۱۴۱۰ھ

مجموعہ مسلسلات کی آخری نئی ترتیب و اشاعت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی کی ہے۔ مولانا عاشق الٰہی نے مسلسلات کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کے شائع کیے ہوئے نسخہ کو سامنے رکھ کر اس میں پہلی معمولی جزوی ترمیم تو یہ کی ہے کہ اس میں درج حضرت مولانا خلیل احمد کے حوالے سے جو اضافے یا سندیں درمیان کتاب میں شامل تھیں، ان کو علیحدہ کر کے ان کا آغاز پر ضمناً تذکرہ کر دیا ہے نیز بعض احادیث و آثار کی جزوی تخریج کی ہے اور چند موقعوں پر حاشیے ثبت کیے ہیں لیکن کتاب کے متن اور سند میں جو مشتبہ مقامات مراجعت و تصحیح کے محتاج ہیں اور بعض روایات اور سندوں کی فنی حیثیت پر جس نظرثانی اور تفصیلی نقد و نظر کی ضرورت تھی، اس پر بھرپور توجہ نہیں کی گئی۔ تاہم مولانا عاشق الٰہی کا مرتب کیا ہوا یہ نسخہ تصحیح متن، حواشی اور طباعت میں تمام مطبوعہ نسخوں سے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ کمپوزنگ بھی صاف اور عمدہ ہے، حواشی میں مفید معلومات ہیں لیکن یہ مجموعہ جس توجہ کا طالب تھا وہ ہنوز باقی ہے۔

مولانا عاشق الٰہی کا مرتبہ نسخہ (مجموعہ مسلسلات) مکتبہ الشیخ کراچی (پاکستان) سے ۱۴۱۰ھ میں شائع ہوا تھا۔ اس اشاعت کے متعدد عکس ہندوستان میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

تخریج روایات مسلسلات

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کے یہاں مسلسلات کے درس و اجازت کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت شیخ نے کتاب کے متعلقات و مباحث کے حوالے اور اضافات لکھنے شروع کیے جس میں ان روایات کی تخریج و تحقیق پر بھی توجہ فرمائی تھی۔ حضرت شیخ کے الفاظ سے یہ تأثر ملتا ہے کہ حضرت شیخ نے مسلسلات پر تفصیلی حاشیہ لکھا تھا اور رجال مسلسلات پر علیحدہ تالیف فرمائی تھی۔ حضرت شیخ اپنی آپ بیتی میں فرماتے ہیں:

> ''مسلسلات کی ۱۳۴۶ھ سے مخصوص طلباء دورہ کے بعد اجازت لیا کرتے تھے۔ لیکن سنہ ۱۳۵۳ھ سے وہ دورہ کے بعد ایک مستقل باضابطہ سبق بن گیا، اسی وقت سے بندہ نے اس کے حواشی بھی شروع کیے جو سنہ ۱۳۸۰ھ تک چلتے رہے اور اس کی تحویلات کو جو بہت کثرت سے **مسلسل بالصوفیه** میں آ رہی تھیں، نقشہ بنا کر دوبارہ سہ بارہ طبع کرایا۔ حواشی کے طبع ہونے کی نوبت نہیں آئی اور اس کے رجال پر مستقل کلام علیحدہ لکھا جس کو

رجال المسلسلات کے نام سے موسوم کیا۔ (۴۱)

حضرت شیخ کی تصانیف کی مفصل فہرست (تالیفات شیخ) کے جامع و مرتب، مولانا محمد شاہد صاحب سہانپوری نے بھی حواشی و تخریج مسلسلات کا مجمل ذکر کیا ہے مگر اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان حواشی کی کیا نوعیت ہے، اس میں کن پہلوؤں اور مباحث پر توجہ فرمائی گئی ہے۔ تخریج روایات مجمل ہے، یا مفصل تمام روایات کی تخریج و تحقیق کی گئی ہے یا چند کی اور اس میں حضرت شیخ کا بنیادی رجحان کیا ہے، یہ کام کب سے کب تک ہوا نیز اس کے صفحات وغیرہ کی تعداد کا بھی ذکر نہیں۔ (۴۲)

مسلسلات پر حضرت شیخ کے علاوہ بھی دو تین علماء نے توجہ فرمائی، مگر یہ مؤلفات و حواشی تعارف اور اشاعت سے محروم رہے۔

ہمارے دینی علمی درسی حلقوں میں مسلسلات ولی اللٰہی کا جو مقام و مرتبہ اور پذیرائی ہے اس کا حق اور تقاضا ہے کہ اس کا ایک عمدہ و صحیح اور محقق نسخہ مرتب ہو کر شائع ہو۔ اس کے لیے تین پہلوؤں پر کام کرنے کی ضرورت ہے:

(الف): حضرت شاہ صاحب کے درس میں پڑھے گئے مسلسلات کے شاہ صاحب کی تحریر و اجازات سے مزین نسخوں سے مقابلہ کر کے صحیح متن کی تعیین و ترتیب۔

(ب): حضرت شاہ صاحب کے استادوں اور قریب العہد محقق صاحب نظر علماء کی تحریرات اور سندوں سے مسلسلات کی سندوں کا اجمالی جائزہ اور شاہ صاحب کے مراجع سے ان متنوں کا مقابلہ اور تصحیح۔

مثلاً مسلسلات (الفضل المبین) کی متعدد روایات اسی سلسلۂ سند سے شیخ محمد عابد نے حصر الشارد میں بھی نقل کی ہیں، مگر الفضل المبین اور حصر الشارد کی سندوں میں کئی موقعوں پر قلیل و کثیر اختلاف ہے۔ کہیں ترتیب سند کا، کہیں نام و نسبت کا، کہیں متعلقات سند کا، اور کہیں اس کے علاوہ، مثلاً ایک روایت مسلسل بالفقہاء المالکیہ حضرت شاہ ولی اللہ شیخ وفد اللہ مکی سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ اسی روایت کو شیخ محمد عابد شیخ صالح فلانی سے وہ محمد بن شیخ عمری سے نقل فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کی سند میں ہے:

عن ابی عثمان، سعید ابن ابراھیم الجزائری، عرف بقدورہ مفتی تلمسان ستین سنة...... مسلسلات، ص ۱۹.

لیکن شیخ محمد عابد کی سند و روایت میں **مفتی تلمسان ستین سنة** کا اضافہ سعید ابن ابراہیم کے اُوپر والے واسطہ کے ساتھ ہے، ملاحظہ ہو:

عن ابی عثمان سعید ابن ابراهیم الجزائری مفتیها عرف بقدوره، عن ابی عثمان سعید احمد ابن احمد المقری، مفتی تلمسان، ستین سنة، حصر الشارد ۲۷۵–الف.

بعد کی سند میں مزید اختلاف اور تفصیلات ہیں:

اسی قسم کے اور بھی متعدد چھوٹے بڑے اختلافات ہیں، جن سے **الفضل المبین** کے بعض مندرجات کی تصحیح ہوتی ہے اور بعض کی توضیح وتفصیل۔ اس لیے دونوں کا تفصیلی جائزہ اور مقابلہ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(ج): مسلسلات کے رجال کی فنی تحقیق و تدوین، اس کی سندوں کا رجال حدیث سے مفصل تحقیقی مطالعہ اور ان سندوں کی استنادی علمی حیثیت کا مفصل تذکرہ۔

اوّل الذکر کام راقم سطور نے تقریباً مکمل کر لیا ہے۔ دوسرے کا اِرادہ ہے، ان شاء اللہ یہ بھی جلد ہو جائے گا تیسرا اور آخری کام باقی ہے، دیکھیے یہ سعادت کس کو ملتی ہے؟۔

الدرالثمین اور النوادر کی تالیف و ترتیب

الفضل المبین کی طرح **الدرالثمین** اور **النوادر** کا زمانۂ تالیف بھی واضح نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کیا ان کی تالیف کی ترتیب یہی تھی جو مجموعہ مسلسلات کے موجودہ مجموعہ کی ترتیب ہے یا اس کی کچھ اور نوعیت تھی جس کا ہمیں علم نہیں۔ راقم سطور کو ان دونوں رسالوں کے کسی ایسے نسخہ کا سراغ نہیں ملا جو حضرت مؤلف کے عہد کا ہو۔ حضرت مؤلف کی اس پر اجازت وتحریر ہو۔ شاہ صاحب کے کسی شاگرد یا متوسل نے نقل کیا ہو یا اس نسخہ کی نسخۂ مولف سے نقل کی صراحت ہو جو قدیم ترین نسخے ملوم ہیں، اس کی اساس کیا ہے، معلوم نہیں۔

تاہم **اتحاف النبیه** سے یہ تاثر ملتا ہے کہ مؤخرالذکر دونوں رسائل (**الدرالثمین** اور **النوادر**) کی ابتدائی ترتیب غالبًا وہ نہیں تھی جو پیش نظر نسخوں کی ہے۔ **اتحاف النبیه** میں ***النوادر*** کے عنوان سے ایک طویل اندراج ہے مگر وہاں جو مرویات نقل ہوئی ہیں وہ **النوادر** کے معروف نسخوں میں شامل نہیں۔ **اتحاف النبیه** میں **النوادر** کے تذکرہ میں **الدرالثمین** کی مرویات میں سے بارہ بشارات یا واردات مذکور ہیں اور ان کی ترتیب بھی **الدرالثمین** کے مندرجات کی ترتیب سے مختلف ہے اور اس

کے اختتام پر یہ صراحت بھی ہے کہ:

هذه اربعون حديثاً من النوادر

توجہ طلب بات یہ ہے کہ الدرالثمین کے متعارف نسخوں میں بھی چالیس ہی واقعات یا حکایات ہیں، مگر الدرالثمین میں ان کا اختتام اور طرح ہوا ہے، لکھا ہے:

وعند هذا انتهت الرساله والحمدلله اولاً و اخرا.

ان مختلف مندرجات کی وجہ سے دو خیال ہوتے ہیں، پہلا تو یہ کہ حضرت شاہ صاحب نے غالبًا پہلے یہ بشارات و منامات قلم بند کیے تھے جو الدرالثمین میں شامل ہیں۔ ابتدائی ترتیب کے وقت اس مجموعہ کو النوادر کے نام موسوم کیا ہوگا، بعد میں جب اور روایت کا اضافہ عمل میں آیا تو شاید ان کے نام بدل دیئے گئے۔ جس کا نام پہلے النوادر تھا وہ اب الدرالثمین کے نام سے موسوم ہوا اور نئے رسالہ کا نام النوادر قرار پایا۔ یوں بھی الدرالثمین کے جو مندرجات ہیں اور ان میں جن بشارات و کیفیات کا تذکرہ ہے ان کو حدیث کے اصطلاحی نام سے موسوم کرنا شاید صحیح نہ ہو۔ ان کے لیے واردات کا لفظ ہی مناسب اور موزوں معلوم ہوتا ہے۔

اتحاف النبیه اور النوادر کے معروف نسخوں کا ایک اور فرق بھی توجہ چاہتا ہے۔ اتحاف میں النوادر پر جو تمہید ہے اس میں ان مرویات کی فنی حیثیت کا واضح تذکرہ ہیں لکھا ہے:

ولا تقوم بمثل هذا الحديث الحجة، وانما يستانس بها فهی کثيرة اذکر ههنا اربعين حديثاً.

لیکن النوادر کے متعارف نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں، صرف یہ لکھا ہے:

'لاتنويها بصحتها''

اتحاف النبیه میں ایک واقعہ کے تحت لکھا ہے:

''وقد بسطت القصه اوّل هذه الرسالة''

اور یہ قصہ جس کا اس فقرہ میں اشارہ ہے۔ الدرالثمین کے آغاز پر درج ہے اور اسی میں چالیس مرویات و حکایات کا اہتمام ہے۔ معلوم ہوا کہ اتحاف میں النوادر کے ذیل میں جو مرویات شامل ہیں، وہ حضرت شاہ صاحب کی تالیف کی ابتدائی ترتیب یا مسودہ میں النوادر کے نام سے درج کی گئی تھیں۔ غالبًا بعد میں شاہ صاحب نے جب اپنے سلسلہ روایات میں سے کچھ اور روایت جمع اور مرتب فرمائیں تو اس رسالہ کا نام تبدیل کر کے نئے رسالہ کو النوادر کا نام دے دیا اور اس قدیم تالیف کو الدرالثمین سے موسوم فرمایا ہوگا۔

حوالہ جات

۱۔ علامہ عراقی فرماتے ہیں: ''اصح مسلسل یرویٰ فی الدنیا المسلسل بقرأة سورة الصف'' ملاحظہ ہو: ظفر الامانی بشرح مختصر الجرجانی فخر المتأخرین، علامہ عبدالحی فرنگی محلی، بہ تحقیق علامہ شیخ عبدالفتاح ابو غدہ صفحہ ۲۵۸ (طبع ثالث، بیروت: ۱۴۱۶ھ)۔

۲۔ ملاحظہ ہوں:

الف: فتح المغیث شرح الفیة الحدیث. علامہ عراقی، ص: ۳۱۹، ۳۲۰ (دارالکتب العلمیۃ، بیروت: ۱۴۲۱)۔

ب: شرح نحبة الفکر ملا علی قاری، ص ۲۰۹ (مطبع اخوت، باب عالی: ترکی ۱۳۲۷ھ)۔

۳۔ مقدمہ ابن الصلاح (فی علوم الحدیث) تحقیق، ابو عبدالرحمٰن صلاح محمد بن، بن عویضہ۔ ص ۱۶۵-۱۶۶ (دارالکتب العلمیہ، بیروت: ۱۴۱۶ھ)

۴۔ معرفت علوم الحدیث امام حاکم تحقیق ڈاکٹر سیّد معظم حسین ص: ۲۹ (دارالکتب المصریۃ دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، ۱۹۲۹ء)

۵۔ فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث ص: ۴۰، ج ۴ (بیروت......)

۶۔ ''مسلسلات ابن الطیب المشرقی، وھی تنوف علی ثلثمأة حدیث مسلسلة''...... فھرس الفھارس علامہ عبدالحی کتانی مغربی، ص ۶۶۱، ج۲۔

۷۔ اجمع المسلسلات و اکملها مسلسلات حصر الشارد و مسلسلات قاوقجی...... فھرس الفھارس، ص ۶۶۵/ج۲۔

۸۔ حضرت شاہ صاحب نے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی کی دو کتابوں مقالید الاسانید اور صلة الخلف کا کئی موقعوں پر تذکرہ فرمایا ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو: الارشاد الی مھمات علم الاسناد، صفحہ ۵/۴ (مطبع احمدی، دہلی، رجب ۱۳۰۷ھ)۔

نیز ملاحظہ ہو: اتحاف النبیه فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه، مؤلفہ حضرت شاہ صاحب، مرتبہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، ص ۲۷، ۳۲ (لاہور: ۱۳۸۹ھ) مگر دونوں کی اطلاع میں اختلاف ہے۔ فلیحقق.

۹۔ حصر الشارد علامہ محمد عابد سندھی کی بے نظیر و بے مثال تصنیف ہے۔ علامہ عبدالحی کتانی نے اپنے شیوخ حدیث، مسند الجزائر، شیخ ابوالحسن علی بن احمد کا قول نقل کیا ہے: ''ھو الثبت الحافل الذی لم یوجد له فی الدنیا نظیر ولا مماثل'' اور محدث حجاز علامہ ظاہر الوتری المدنی کے یہ الفاظ بھی درج کیے ہیں: ھذا الفھرس لا یوجد علی کل مانعلم اوضح منه و اصح فھرس الفھارس، ص ۳۶۴، ج۱۔

۱۰۔ اس مفصل کتاب میں علامہ شیخ محمد عابد نے اپنے اساتذہ سے پڑھی ہوئی اکثر کتابوں کی سندیں نقل اور جمع کی ہیں، آخر میں اپنی مسلسلات درج فرمائی ہیں، جو زیر نظر نسخہ کے دو سو چار صفحات (ورق ۲۱۲ سے ۳۱۴ تک) پر محیط ہیں۔ حصر الشارد کے ایک نسخہ کا عکس جو نسخۂ مصنف کی نقل اور اس سے مقابلہ کیا ہوا ہے راقم سطور کے

پاس ہے۔ **حصر الشارد** گزشتہ سال سنہ ۱۴۲۴ھ میں مکتبۃ الرشد، ریاض سے دو جلدوں میں شائع ہو گئی ہے۔ مقدمہ یا تعارف، خلیل بن عثمان الجبور السبیعی کا ہے۔ دونوں جلدیں مجموعی طور پر ۸۲۷ صفات پر مشتمل ہیں۔ علامہ شیخ محمد عابد کی حضرت شاہ ولی اللہ سے کئی سندیں مشترک ہیں۔ شیخ کو بعض ان علماء جن سے حضرت شاہ صاحب نے استفادہ کیا اور ایسے علماء کے متعدد شاگردوں سے تلمذ استفادہ اور اجازت ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ کے استاد اور شیخ الحدیث تھے۔ شاہ عبدالغنی مجددی (جو شاہ محمد اسحاق کے شاگرد ہیں) حضرت شیخ محمد عابد کے خاص شاگرد ہیں، شیخ عبدالستار دہلوی کو شاہ عبدالغنی سے تلمذ ہے۔

۱۱۔ شاہ عبدالغنی اس کتاب کی تالیف سے ۴/ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کو مدینہ منورہ میں فارغ ہوئے تھے۔ اس نسخہ پر اس تالیف کا نام درج نہیں۔ اس کا واحد معلوم نسخہ جو شاہ عبدالغنی کے ایک شاگرد حافظ اسماعیل بن ادریس؟ نے سنہ ۱۲۹۳ھ میں نقل کیا ہے، ہمارے ذخیرے میں موجود ہے۔ "**المورد الهنی**" کے جس نسخہ پر شیخ عبدالستار زید ابوالحسن فاروقی دہلوی کو اجازت دی تھی، اس کا عکس مولانا زید صاحب نے راقم کو عنایت فرمایا تھا۔

۱۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ سفر حجاز کے لیے ۸/ ربیع الثانی ۱۱۴۳ھ (اکتوبر ۱۷۳۱ء) میں دہلی سے نکلے تھے۔ ۱۴/رجب ۱۱۴۵ھ (جنوری ۱۷۳۳ء) کو دہلی واپس پہنچے۔ اس سفر کا شاہ محمد عاشق نے **القول الحلبی** میں مفصل تذکرہ کیا ہے۔ ص ۳۸ تا ۴۹۔ اس سفر کے لیے دہلی سے روانگی اور واپسی کے فقرات تاریخ خود حضرت شاہ ولی اللہ نے کہے تھے۔ ان کو شاہ اہل اللہ نے ایک قطعہ تاریخ میں جمع کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: القول الجلی ص ۴۹۔ (عکس مخطوطہ کاکوری، فارسی۔ مطبوعہ دہلی: ۱۴۰۹ھ)۔

شاہ صاحب نے ۲۸/ رجب ۱۱۴۴ھ (جنوری ۱۷۳۲ء) کو شیخ ابوطاہر کے حضور صحیح بخاری کی قرأت ختم کی، یکم شعبان ۱۱۴۴ھ کو شیخ ابوطاہر نے حضرت شاہ صاحب کو اجازت حدیث سے نوازا۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: **اتحاف النبیه** ص ۲۲/۱۸۔

۱۳۔ اربعین یا چہل حدیث شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے فارسی، اُردو انگریزی وغیرہ میں کئی ترجمے ہوئے ہیں۔ اس کی شرحیں لکھی گئی ہیں اور متعدد علماء اور اہل نظر نے اس کی روایات کی تخریج و تحقیق بھی فرمائی ہے۔

۱۴۔ مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی۔ مجموعہ مکتوبات مؤلفہ شاہ عبدالرحمٰن خلف شاہ محمد عاشق پھلتی۔ مکتوب ۱۷۱، ورق ۱۰۴ (عکس نسخہ مؤلف مملوکہ راقم سطور)۔

۱۵،۱۶۔ مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی۔ مجموعہ مکتوبات مؤلفہ شاہ عبدالرحمٰن خلف شاہ محمد عاشق پھلتی۔ مکتوب ۱۷۱، ورق ۱۰۴ (عکس نسخہ مؤلف)۔

۱۷۔ ملاحظہ ہو: **اتحاف النبیه** (مابین، ص ۱۲، ۱۳)۔

۱۸۔ **اتحاف النبیه**، ص: ۸۳،۲۲

۱۹۔ **الانتباه فی سلاسل اولیاء الله**، ص ۴۲،۱۴۱ (مطبع احمدی، دہلی: ۱۳۱۱ھ)۔

۲۰۔ **اتحاف النبیه**، ص ۲۲

۲۱-۲۲۔ **اتحاف النبیه**، ص ۱۷، ۲۰، ۲۲

۲۳۔ بستان المحدثین، ص ۱۰۰ (مطبع گلزار محمدی لاہور: بلاسنہ)۔

۲۴۔ معرفت علوم الحدیث، ص ۳۳ (حیدرآباد ۱۳۲۹ھ) شرحاً الفیة العراقی، ص ۲۸۸ (دارالکتب العلمیۃ: بیروت)۔

۲۵۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص ۱۴۱-۱۴۲ (مطبع احمدی دہلی: ۱۳۱۱ھ)۔

۲۶۔ مسلسل بالمشابکہ نیز مناولة بالمسبحہ کی روایات محدثین کے یہاں مسلسلات ہی میں درج ہیں۔ حصر الشارد میں دو روایتیں ہیں۔ حصر الشارد– ورق ۲۲۳-۲۲۴۔ مناولت بالمسبحة کی ایک روایت حصر الشارد ورق ۲۳ پر درج ہے۔ نیز شاہ عبدالغنی کی مرویات میں بھی مسلسل بالمشابکہ اور مناولة بالمسبحة دونوں مسلسلات میں شامل ہیں۔

۲۷۔ مجموعہ رسائل حضرت شاہ ولی اللہ، ص: حاشیہ (نورالانوار آرہ: ۱۲۹۲ھ)۔

۲۸۔ تمهید مسلسلات ص (سہارنپور: غالبًا ۱۳۵۷ھ)۔

۲۹۔ یہ ایک خط کا اقتباس ہے، مکمل خط مکتوب شیخ محمد بن طاہر بن شیخ ابراہیم کردی (وفات رمضان ۱۱۴۵ھ) کے عنوان سے بیاض (مکتوبات و افادات حضرت شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز وغیرہ) مرتبہ و مکتوبہ مولانا رشید الدین خاں دہلوی (وفات محرم ۱۲۴۳ھ، شاگرد حضرت شاہ عبدالعزیزؒ) میں درج ہے۔ مگر اس بیاض میں درج اس خط کا عنوان تصحیح طلب ہے۔ غالبًا صحیح نام ''شیخ ابوطاہر، محمد بن ابراہیم کردی'' ہونا چاہیے...... علامہ شیخ ابو طاہر کے چار بیٹے تھے، چاروں کا نام محمد تھا۔

۳۰۔ اس خط میں جس سند کا ذکر ہے، یہ غالبًا وہ سند ہے جو شاہ صاحب نے سنن ابن ماجہ کی سندوں کے تحت نقل فرمائی ہے۔ اتحاف النبیہ ص ۴۷۔

۳۱۔ علامہ شیخ ابراہیم کردی مدنی کی تالیف: ''الامم لایقاظ الهمم'' کے مطبوعہ نسخہ میں شیخ زین العابدین بن عبدالقادر طبری سے اجازات کا دو موقعوں پر ذکر آیا ہے۔

۳۲۔ علامہ شیخ ابراہیم کردی مدنی کی تالیف: ''الامم لایقاظ الهمم'' کے مطبوعہ نسخہ میں شیخ زین العابدین بن عبدالقادر طبری سے اجازات کا دو موقعوں پر ذکر آیا ہے۔

تصانیف ملا عصام الدین (ابراہیم بن عرب شاہ) الاسفائینی کے تحت ص ۱۰۹ پر اور ''المسلسل بالمكيين'' کی سند میں ص ۱۲۲ پر ملاحظہ: الامم (طبع اول: دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن ۱۳۲۸ھ)۔ اس اشاعت کا عکس بعد میں بھی چھپا ہے لیکن ان طباعتوں میں شیخ بابلی کی اجازت و سند موجود نہیں۔؟

۳۳۔ بعد میں حضرت شاہ صاحب نے اس کو اسی طرح نقل فرمایا جس طرح شیخ محمد طاہر نے مذکورہ بالا مکتوب میں صراحت کی ہے۔ شاہ صاحب نے انسان العین فی مشائخ الحرمین میں لکھا ہے:

...... بقشاشی ملاقات کرد، وے را بقشاشی و قشاشی را بادے خصوصیتی عجیب پیدا شد، و از وے حدیث روایت کردہ، و خرقہ پوشیدہ۔ انسان العینین فی مشائخ الحرمین. ص ۷ (مطبع احمدی، دہلی، بلاسنہ......)۔

۳۴۔ علامہ سخاوی کے یہ الفاظ علامہ شیخ محمد عابد سندھی نے اپنی کتاب حصر الشارد میں نقل کیے ہیں: (عکس نسخہ

محمودیہ، مدینہ منورہ، نقل نسخہ مصنف) ورق ۲۴۶-الف۔
حصر الشارد کا یہ اقتباس فخرالمتاً خرین علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے **ظفر الامانی بشرح مختصر المعانی** میں بھی درج کیا ہے۔
بتحقیق علامہ شیخ عبدالفتاح ابو غدہ...... (بیروت: ۱۴۱۶ھ)۔

۳۵۔ **الفضل المبین** کے اختتام پر درج حضرت شاہ صاحب کی اس تحریر کا عکس نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، اُردو ترجمہ از مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی کے مقدمہ میں بھی شامل ہے، یہ مقدمہ پروفیسر نثار احمد فاروقی کا ہے مگر وہاں اس عبارت کی نقل اس کے پڑھنے میں کئی فروگزاشتیں ہوگئی ہیں:

ا۔ اوّل تو یہ لکھا ہے کہ ''صحیح بخاری کے ایک نسخہ پر حضرت شاہ ولی اللہ کے قلم سے شیخ محمد کے لیے یہ اجازت نامہ لکھا ہوا ہے'' (مقدمہ نادر مکتوبات ص:۹۷، جلد اوّل (دہلی/ پھلت) حالاں کہ اس تحریر کا بخاری شریف اور اس کی اجازت سے کچھ تعلق نہیں۔ اگرچہ شیخ محمد بن محمد بلگرامی ثم الہ آبادی نے حضرت شاہ صاحب سے بخاری شریف پڑھی تھی اور ان کے مملوکہ نسخہ پر حضرت شاہ صاحب کے قلم سے شیخ محمد کے لیے بخاری شریف کی سند و اجازت نامہ بھی تحریر ہے اور بخاری شریف کا یہ نسخہ جس پر یہ اجازت نامہ درج ہے خدا بخش لائبریری میں موجود ہے لیکن اس کے یہ الفاظ نہیں جو مقدمہ نادر مکتوبات میں نقل کیے گئے ہیں۔ یہ الفاظ **مسلسلات** خصوصاً **الفضل المبین** کے لیے تحریر فرمائے تھے، اس اجازت نامہ کے آخری الفاظ: ''**کتب ھذہ السطور مؤلفھا الفقیر ولی اللّٰہ**'' اس کی کافی اور مکمل شہادت ہے کہ یہ الفاظ بخاری شریف کے لیے نہیں بلکہ حضرت شاہ صاحب کی کسی تالیف کے لیے تحریر ہوئے ہیں۔

چونکہ مقدمہ نگار نے اس عبارت کو بخاری شریف کا اجازت نامہ سمجھ کر پڑھا ہے، اسی طرح سے لکھا ہے اور اسی پس منظر میں اس کا ترجمہ بھی کیا ہے جس کی وجہ سے کئی غلطیاں مزید ہوگئی ہیں۔

الف: حضرت شاہ صاحب نے لکھا جو راقم نے بعد میں نقل بھی کیا ہے: **علی ان فیھا بعض شیٔ من الخلل فی ضبط الاسماء لاسیما اسماء المغاربة.** ناقل و مترجم نے المغاربۃ کو بخاری شریف کے خیال سے المغازی پڑھا اور یہی ترجمہ بھی کیا ہے۔ (خصوصاً مغازی کے ناموں میں) حالاں کہ حضرت شاہ ولی اللہ یا کسی اور بڑے محدث کو مغازی سے وابستہ ناموں کے ضبط میں متواتر غلطی ہونا اور اس کی تصحیح کا موقع نہ ملنا متوقع نہیں۔ مغاربہ (مغرب اقصی، افریقہ) کے رواۃ اور محدثین کے نام چوں کہ قلیل الورود ہیں، اس لیے ان میں غلطی ہونا غیر ممکن نہیں۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ اس مجموعہ مکتوبات میں اور بھی کئی طرح کی فروگذاشتیں رہ گئی ہیں جس میں پہلی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے حصوں کی ترتیب اصلی قلمی نسخوں کے مطابق نہیں ہے۔ حصے آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔ مکتوبات میں بھی اصل نسخہ کے اندراجات کی ترتیب جوں کی توں باقی نہیں رہی۔ نیز مکتوبات کا شمار بھی اصل فارسی نسخہ کے مطابق نہیں۔ متعدد اہم مکتوبات شامل ہی نہیں اور بعض ایسے خطوط جو اصل نسخہ میں درج نہیں تھے، متن میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ تفصیل ان شاء اللہ آئندہ کسی وقت پیش کی

جائے گی۔

۳۶۔ نسخہ خدا بخش کی فوٹو اسٹیٹ کے لیے خدا بخش لائبریری کے سابق ڈائریکٹر جناب ضیاء الدین انصاری صاحب کا اور نسخہ کاکوری کے لیے خانقاہ کاظمیہ کے نگراں جناب شاہ مجتبٰی حیدر صاحب اور ان کے صاحبزادے ڈاکٹر مسعود انور علوی صاحب کا نہایت ممنون ہوں۔ دلی شکریہ! **جزائهم الله تعالیٰ**.

۳۷۔ مندرجہ فہرست مخطوطات دارالعلوم دیوبند، مرتبہ مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب (دیوبند: ۱۳۹۰ھ)۔

۳۸۔ نسخہ، ص ۷۵۔ مندرجہ فہرست مخطوطات دیوبند، ص ۹۷، ج ا۔

۳۹۔ تمہید رسائل حضرت شاہ ولی اللہؒ (مجموعہ مسلسلات و تراجم بخاری)، نور الانوار، آرہ ۱۲۹۳ھ۔

۴۰۔ مجموعہ مسلسلات و حل تراجم بخاری، حضرت شاہ ولی اللہ۔ حاشیہ، ص ۵۶۔ **المسلسل بالتمر والماء** (آرہ: ۱۲۹۲ھ)

۴۱۔ آپ بیتی، ص ۱۵۴ (حصہ اوّل طبع اول، یحیوی سہارنپور)

۴۲۔ فہرست تالیفات شیخ ص ۳۱۲ ، جلد اوّل (طبع اوّل، سہارنپور: ۱۴۱۷ھ)
